ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

واقعہ اسراء ومعراج النبی ﷺ میں امت کیلئے اسباق ودروس: تحقیقی جائزہ

Lessons and Lessons for Ummah in the Event of Isra' and Mi'raj-ul-Nabi (PBUH): A Research Review

☆عبید الرحمان: پی ایچ ڈی سکالر، اے آئی یو اسلام آباد
☆☆محمد ندیم: ایم فل سکالر، اے آئی یو اسلام آباد
☆☆☆محمد عثمان: پی ایچ ڈی سکالر، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد۔

Abstract

This research review delves into the profound lessons derived from the miraculous event of Isra' and Mi'raj, the Night Journey and Ascension of the Prophet Muhammad (peace be upon him). The study systematically explores various facets of this event, examining critical subheadings to extract valuable insights for the Muslim Ummah.The review begins by investigating the date of the Ascension, addressing the permissibility of researching its beginning and end. It then delves into the gift of prayer bestowed upon the Prophet during this event, contemplating whether the Ascension was a physical or spiritual experience. A pivotal question regarding whether the Holy Prophet saw Allah during this journey is scrutinized, exploring the theological dimensions of this profound encounter.The Night of Ascension worship is scrutinized, highlighting the significance of devotion during this sacred occasion. The research emphasizes the theme of surrender in all circumstances, drawing lessons on resilience and trust in divine wisdom. It also underscores the admonition against interfering in the preaching of religion, advocating for a nuanced understanding of religious propagation. Avoiding ingratitude emerges as a central theme, with lessons drawn from the Prophet's journey encouraging gratitude in the face of challenges. The importance of mosques is emphasized, reflecting on the spiritual and communal significance of these sacred spaces. Finally, the research underscores the necessity to avoid pride and arrogance, drawing on the humility exemplified by the Prophet throughout his Ascension.In summary, this research review aims to distill valuable lessons from the Isra' and Mi'raj event, offering insights that resonate with the contemporary challenges faced by the Ummah. By examining these subheadings in depth, the study seeks to contribute to a deeper understanding of the spiritual, ethical, and communal dimensions inherent in this pivotal event in Islamic history.

Keywords: ProphetMuhammad(SAW),Isra,Mi’raj-ul-abi,Ummah,Lessons

تعارف

واقعہ اسراء ومعراج النبی ﷺ کی معنویت اور اہمیت کو سمجھنے کے لئے اس کا تعارف ضروری ہے۔اس واقعہ میں پیغمبر اسلام ﷺ کو اللہ کی طرف سے آسمانوں تک اُٹھایا گیا اور وہ زمین و آسمان کی سفر کیا۔اس واقعہ نے مسلمانوں کے ایمان کو مزید مضبوطی دی، اور انہیں صبر اور توکل پر زیادہ اعتماد کرنے کا سبق سکھایا۔اس کے علاوہ، واقعہ اسراء ومعراج کے درسوں میں امت کو عبادت کی اہمیت، معاشرتی اخلاق، اخلاقیت، انسانی حقوق اور سماجی مسائل کے حوالے سے بھی بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔اس واقعہ کو سمجھ کر امت کو اسلامی اصولوں اور اقدار کی روشنی میں رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

اسراء و معراج کی تعریف

اسراء اس کو کہتے ہیں جس میں آپ ﷺ کو مکہ سے بیت المقدس تک سیر کرائی گئی۔ اس کا ذکر سورۃ بنی اسرائیل میں ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ[1]"

"پاک ہے وہ ذات جو لے گئی اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے دور والی مسجد تک، وہ کہ برکتیں رکھی ہیں ہم نے اس کے ارد گرد، تاکہ ہم دکھائیں، اس کو اپنی نشانیوں میں سے، بیشک وہ (اللہ تعالی) سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔"

معراج اس روحانی سفر کا نام ہے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی سیر کروائی گئی اس کا ذکر سورۃ النجم اور روایات واحادیث میں ہے۔ سورۃ النجم میں ارشاد ہے:

" اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا یَرٰى وَ لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى اِذْ یَغْشَى السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰى مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰى لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى[2]"

"کیا تم جھگڑا کرتے ہو اس کے ساتھ اس چیز پر جو اس نے دیکھی ہے اور البتہ تحقیق پیغمبر نے دیکھا ہے اس (فرشتے) کو دوسری مرتبہ نیچے اترتے ہوئے اسی کے پاس جنت الماویٰ ہے جب کہ ڈھانپ لیا بیری کے درخت کو اس چیز نے جس نے ڈھانپ لیا نہیں بہکی نگاہ اور نہ حد سے آگے بڑھی۔ البتہ تحقیق دیکھی اس نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں"۔

شب معراج کی تاریخ

معراج کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے کو اسراء اور دوسرے کو معراج کہا جاتا ہے لیکن عرف عام میں دونوں ہی کو معراج کہا جاتا ہے۔ مؤرخین و سیرت نگاروں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ معراج کا واقعہ ہجرت سے پہلے ہوا ہے لیکن ہجرت سے کتنے پہلے ہوا ہے اس بارے میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔ اسی طرح شب معراج کے مہینے، دن اور تاریخ کے تعین میں بھی اختلاف ہے۔ علامہ ابن القیمؒ نے زاد المعاد میں چھ اقوال نقل کیے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

1۔ جس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت دی گئی اسی سال معراج بھی واقع ہوئی۔

2۔ نبوت کے پانچ سال بعد معراج ہوئی۔ (اسے امام نووی اور امام قرطبی نے راجح قرار دیا ہے۔

3۔ نبوت کے دسویں سال ۲۷ رجب کو ہوئی۔

4۔ ہجرت سے سولہ مہینے پہلے، یعنی نبوت کے بارہویں سال ماہ رمضان میں ہوئی۔

5۔ ہجرت سے ایک سال دو ماہ پہلے یعنی نبوت کے تیرہویں سال محرم میں ہوئی۔

6۔ ہجرت سے ایک سال پہلے، یعنی نبوت کے تیرہویں سال ماہ ربیع الاول میں ہوئی۔[3]

---

[1] سورۃ الاسراء 17:01

[2] سورۃ النجم 53:12 تا 18

[3] ابن القیم، محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد، زاد المعاد (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ، طبع سابع، 1994ء) ج:3، ص:31

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

لیکن ان میں سے کوئی قول راجح نہیں ہے، کیونکہ کسی کی ترجیح کے حق میں واضح دلائل اور شواہد موجود نہیں ہے البتہ سورہ اسراء کے سیاق سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مکی زندگی کے بالکل آخری دور کا ہے۔

واقعہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدا وانتہا کا تحقیقی جائز (کہاں سے کہاں تک)

صحیح بخاری میں معراج کا واقعہ تفصیل کے ساتھ یوں مذکور ہے:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا۔ میرے پاس ایک صاحب (جبرائیل علیہ السلام) آئے اور میرا سینہ چاک کیا، پھر میرا دل نکالا اور ایک سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان سے بھرا ہوا تھا، اس سے میرا دل دھویا گیا اور پہلے کی طرح رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد ایک جانور لایا گیا جو گھوڑے سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا اور سفید رنگ کا، اس کا ہر قدم اس کے منتہائے نظر پر پڑتا تھا (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ) مجھے اس پر سوار کیا گیا اور جبرائیل مجھے لے کر چلے آسمان دنیا پر پہنچے تو دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا کون صاحب ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جبرائیل (علیہ السلام) پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ آپ نے بتایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ پوچھا گیا، کیا انہیں بلانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ اس پر آواز آئی (انہیں) خوش آمدید! کیا ہی مبارک آنے والے ہیں وہ، اور دروازہ کھول دیا۔ جب میں اندر گیا تو میں نے وہاں آدم علیہ السلام کو دیکھا، جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ آپ کے جد امجد آدم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے ان کو سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اور فرمایا: خوش آمدید نیک بیٹے اور نیک نبی! جبرائیل علیہ السلام اوپر چڑھے اور دوسرے آسمان پر آئے وہاں بھی دروازہ کھلوایا آواز آئی کون صاحب آئے ہیں؟ بتایا کہ جبرائیل (علیہ السلام) پوچھا گیا آپ کے ساتھ اور کوئی صاحب بھی ہیں؟ کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ پوچھا گیا کیا آپ کو انہیں بلانے کے لیے بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ پھر آواز آئی انہیں خوش آمدید۔ کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ۔ پھر دروازہ کھلا اور میں اندر گیا تو وہاں یحیٰی اور عیسیٰ علیہما السلام موجود تھے۔ یہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ عیسیٰ اور یحیٰی علیہما السلام ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے سلام کیا اور ان حضرات نے میرے سلام کا جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی! یہاں سے جبرائیل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان کی طرف لے کر چڑھے اور دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ جبرائیل۔ پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ پوچھا گیا کیا انہیں لانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں۔ اس پر آواز آئی انہیں خوش آمدید۔ کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ، دروازہ کھلا اور جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں یوسف علیہ السلام موجود تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ یوسف ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا اور فرمایا: خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی! پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر اوپر چڑھے اور چوتھے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوایا تو پوچھا گیا کون صاحب ہیں؟ بتایا کہ جبرائیل! پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں کہا کہ انہیں خوش آمدید۔ کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ! اب دروازہ کھلا جب میں وہاں ادریس علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہ ادریس علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید پاک بھائی اور نیک نبی۔ پھر مجھے لے کر پانچویں آسمان پر آئے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون صاحب ہیں؟ جواب دیا کہ جبرائیل پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ پوچھا گیا کہ انہیں بلانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں اب آواز آئی خوش آمدید کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ، یہاں جب میں ہارون علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ ہارون ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب کے بعد فرمایا خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی! یہاں سے لے کر مجھے آگے بڑھے اور چھٹے آسمان پر

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

پہنچے اور دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون صاحب آئے ہیں؟ بتایا کہ جبرائیل، پوچھا گیا آپ کے ساتھ کوئی دوسرے صاحب بھی آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں۔ پھر کہا انہیں خوش آمدید کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ۔ میں جب وہاں موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے، میں نے سلام کیا اور انہوں نے جواب کے بعد فرمایا خوش آمدید نیک نبی اور نیک بھائی! جب میں آگے بڑھا تو وہ رونے لگے کسی نے پوچھا آپ رو کیوں رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا میں اس پر رو رہا ہوں کہ یہ لڑکا میرے بعد نبی بنا کر بھیجا گیا لیکن جنت میں اس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ ہوں گے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے لے کر ساتویں آسمان کی طرف گئے اور دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ جبرائیل، پوچھا گیا اور آپ کے ساتھ کون صاحب آئے ہیں؟ جواب دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ پوچھا گیا کیا انہیں بلانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں۔ کہا کہ انہیں خوش آمدید۔ کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ، میں جب اندر گیا تو ابراہیم علیہ السلام تشریف رکھتے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آپ کے جد امجد ہیں، انہیں سلام کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے جواب دیا اور فرمایا خوش آمدید نیک نبی اور نیک بیٹے! پھر سدرۃ المنتہیٰ کو میرے سامنے کر دیا گیا میں نے دیکھا کہ اس کے پھل مقام حجر کے مٹکوں کی طرح (بڑے بڑے) تھے اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کان کی طرح تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں میں نے چار نہریں دیکھیں دو باطنی اور دو ظاہری۔ میں نے پوچھا اے جبرائیل! یہ کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جو دو باطنی نہریں ہیں وہ جنت سے تعلق رکھتی ہیں اور دو ظاہری نہریں، نیل اور فرات ہیں۔ پھر میرے سامنے بیت المعمور کو لایا گیا، وہاں میرے سامنے ایک گلاس میں شراب ایک میں دودھ اور ایک میں شہد لایا گیا۔ میں نے دودھ کا گلاس لے لیا تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا یہی فطرت ہے اور آپ اس پر قائم ہیں اور آپ کی امت بھی!"[4]

واقعہ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں دیا گیا تحفہ

معراج کی رات آپ ﷺ کو تحفہ میں نماز دی گئی جس کی تفصیل صحیح بخاری کے حوالے سے ملاحظہ ہو:

قال النبي صلى الله عليه وسلم: ففرض الله على امتي خمسين صلاة، فرجعت بذلك حتى مررت على موسى، فقال: ما فرض الله لك على امتك؟ قلت: فرض خمسين صلاة، قال: فارجع إلى ربك، فإن امتك لا تطيق ذلك، فراجعت فوضع شطرها، فرجعت إلى موسى، قلت: وضع شطرها، فقال: راجع ربك، فإن امتك لا تطيق، فراجعت: فوضع شطرها، فرجعت إليه، فقال: ارجع إلى ربك فإن امتك لا تطيق ذلك، فراجعته، فقال: هي خمس وهي خمسون لا يبدل القول لدي، فرجعت إلى موسى، فقال: راجع ربك، فقلت: استحييت من ربي"[5]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس وقت کی نمازیں فرض کیں۔ میں یہ حکم لے کر واپس لوٹا۔ جب موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کی امت پر اللہ نے کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا کہ پچاس وقت کی نمازیں فرض کی ہیں۔ انہوں نے فرمایا آپ واپس اپنے رب کی بارگاہ میں جائیے۔ کیونکہ آپ کی امت اتنی

[4] بخاری، محمد ابن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب المعراج، حدیث نمبر:3887

[5] بخاری، محمد ابن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الصلوۃ، باب کیف فرضت الصلاۃ فی الاسراء، حدیث نمبر:349

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

نمازوں کو ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی ہے۔میں واپس بار گاہ رب العزت میں گیا تو اللہ نے اس میں سے ایک حصہ کم کر دیا، پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ ایک حصہ کم کر دیا گیا ہے، انہوں نے کہا کہ دوبارہ جائیے کیونکہ آپ کی امت میں اس کے برداشت کی بھی طاقت نہیں ہے۔ پھر میں بار گاہ رب العزت میں حاضر ہوا۔ پھر ایک حصہ کم ہوا۔ جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے رب کی بار گاہ میں پھر جائیے، کیونکہ آپ کی امت اس کو بھی برداشت نہ کر سکے گی، پھر میں بار بار آیا گیا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نمازیں (عمل میں) پانچ ہیں اور (ثواب میں) پچاس (کے برابر) ہیں۔ میری بات بدلی نہیں جاتی۔ اب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر کہا کہ اپنے رب کے پاس جائیے۔ لیکن میں نے کہا مجھے اب اپنے رب سے شرم آتی ہے۔"

بخاری کی ایک دوسری حدیث میں یہ واقعہ اس طرح منقول ہے:

پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں واپس ہوا اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پوچھا کس چیز کا آپ کو حکم ہوا؟ میں نے کہا کہ روزانہ پچاس وقت کی نمازوں کا۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا لیکن آپ کی امت میں اتنی طاقت نہیں ہے۔ اس سے پہلے میرا واسطہ لوگوں سے پڑ چکا ہے اور بنی اسرائیل کا مجھے تلخ تجربہ ہے۔ اس لیے آپ اپنے رب کے حضور میں دوبارہ جائیے اور اپنی امت پر تخفیف کے لیے عرض کیجئے۔ چنانچہ میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں دوبارہ حاضر ہوا اور تخفیف کے لیے عرض کی تو دس وقت کی نمازیں کم کر دی گئیں۔ پھر میں جب واپسی میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پھر وہی سوال کیا میں دوبارہ بار گاہ رب تعالیٰ میں حاضر ہوا اور اس مرتبہ بھی دس وقت کی نمازیں کم ہوئیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا اور تو انہوں نے وہی مطالبہ کیا میں نے اس مرتبہ بھی بار گاہ رب تعالیٰ میں حاضر ہو کر دس وقت کی نمازیں کم کرائیں۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے پھر گزرا انہوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا پھر بار گاہ الٰہی میں حاضر ہوا تو مجھے دس وقت کی نمازوں کا حکم ہوا میں واپس ہونے لگا تو آپ نے پھر وہی کہا اب بار گاہ الٰہی میں حاضر ہوا تو روزانہ صرف پانچ وقت کی نمازوں کا حکم باقی رہا۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے دریافت فرمایا اب کیا حکم ہوا؟ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ روزانہ پانچ وقت کی نمازوں کا حکم ہوا ہے۔ فرمایا کہ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی میرا واسطہ آپ سے پہلے لوگوں سے پڑ چکا ہے اور بنی اسرائیل کا مجھے تلخ تجربہ ہے۔ اپنے رب کے دربار میں پھر حاضر ہو کر تخفیف کے لیے عرض کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رب تعالیٰ سے میں بہت سوال کر چکا اور اب مجھے شرم آتی ہے۔ اب میں بس اسی پر راضی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر جب میں وہاں سے گزرنے لگا تو ندا آئی "میں نے اپنا فریضہ جاری کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف کر چکا۔"[6]

معراج جسمانی ہوا یا روحانی؟

اہل سنت والجماعت کے محقق علماء کرام کا فیصلہ ہے کہ معراج بیداری کی حالت میں جسم اور روح کے سمیت ہوا ہے اور یہی قول برحق ہے۔ اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

---

[6] بخاری، محمد ابن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب المعراج، حدیث نمبر: 3887

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

اس واقعہ کے بیان کے لئے اللہ تعالیٰ نے تعجب کا صیغہ "سبحان" استعمال کیا ہے۔ اگر یہ واقعہ صرف ایک خواب ہوتا تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں تھی کیونکہ خواب میں زمین وآسمان کی سیر ایک عام آدمی سے بھی ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے معراج کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ اللہ اپنے بندے کو لے گیا، اور یہ بات معلوم ہے کہ بندہ جسم اور روح دونوں کے مرکب کا نام ہے۔ قرآن کی متعدد آیات میں لفظ "عبد" یعنی بندہ جسم اور روح دونوں کے مجموعے پر بولا گیا ہے۔ مثال کے طور پر سورہ طہ آیت (77) سورہ شعراء آیت (52) سورہ دخان آیت (33) اور سورہ بقرہ آیت (76) وغیرہ

اسریٰ کا لفظ بھی بیداری کی حالت پر بولا جاتا ہے جیسا کہ حضرت لوط علیہ السلام کو ارشاد ہوتا ہے:

"فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ اللَّيْلِ وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ وَامْضُوا حَيْثُ تُؤْمَرُونَ" [7]

"اب تو اپنے خاندان سمیت اس رات کے کسی حصہ میں چل دے اور آپ ان کے پیچھے رہنا، اور (خبردار) تم میں سے کوئی (پیچھے) مڑ کر بھی نہ دیکھے اور جہاں کا تمہیں حکم کیا جا رہا ہے وہاں چلے جانا۔"

حضرت موسی علیہ السلام کو اللہ کا حکم ہوتا ہے:

"وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ" [8]

"ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی طرف وحی نازل فرمائی کہ تو راتوں رات میرے بندوں کو لے چل، اور ان کے لئے دریا میں خشک راستہ بنا لے، پھر نہ تجھے کسی کے آپکڑنے کا خطرہ ہو گا نہ ڈر۔"

اور قاضی عیاض فرماتے ہیں:

"لأنه لایقال فی النوم أسریٰ" [9]

کہ یہ واقعہ معراج جسم کے ساتھ ہے کیونکہ اسریٰ کا لفظ خواب پر نہیں بولا جاتا۔

اسی آیت میں وارد لفظ (عبد) کے بارے میں علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"فان العبد عبارۃ عن مجموع الروح و الجسد" [10]

"عبد کا لفظ روح مع الجسد کو کہا جاتا ہے، یعنی جس روح کے ساتھ جسم نہ ہو، اسے عبد نہیں کہتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ معراج جسمانی تھا۔"

اسی طرح سورۃ النجم میں ہے:

"مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ" [11]

"نہ تو نگاہ بہکی نہ حد سے بڑھی۔"

---

[7] سورۃ الحجر 65:15

[8] سوۃ طٰہٰ 77:20

[9] یحصبی، عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرون، الشفا بتعریف حق المصطفیٰ (عمان: دار الفیحاء، طبع ثانی: 1407ھ) ج:1، ص:47

[10] ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج:5، ص:6

[11] سورۃ النجم 17:53

یعنی جو کچھ دیکھا بچشم جسم دیکھا ہے یہ بھی دلیل ہے کہ معراج جسمانی تھا۔ کیونکہ خواب یا کشف کا تعلق دماغ یا دل سے ہے، نہ کہ آنکھ سے۔ اور لفظ بصر جسمانی نگاہ کے لئے آتا ہے، خواب یا دل کے دیکھنے کو بصر نہیں کہتے۔

پھر براق کی سواری کا لایا جانا اور اس سفید چمکیلے جانور پر سوار کرا کر آپ کو لے جانا بھی اسی کی دلیل ہے کہ یہ واقعہ جاگنے کا اور جسمانی ہے ورنہ صرف روح کے لیے سواری کی ضرورت نہیں۔

بخاری شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

"أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ، قُمْتُ فِي الحِجْرِ، فَجَلا اللهُ لِي بَيْتَ المَقْدِسِ، فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عن آياتِهِ، و أنا أنْظُرُ إلَيْهِ". [12]

"کہ جب کفار مکہ نے میرے اس سفر کو جھٹلایا اور مجھ سے بیت المقدس کے متعلق سوال شروع کر دیے تو اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے بیت المقدس کر دیا میں اسے دیکھ کر بتاتا جا رہا تھا۔"

یعنی کفار نے اس معراج کے جسم کے ساتھ ہونے کا ہی انکار کیا تھا ورنہ خواب کی بات کو جھٹلانے کا کوئی تک ہی نہیں تھا کیونکہ خوابوں میں کئی مرتبہ عام انسان بھی اپنے آپ کو پرواز کرتے اور آسمان پر جاتے ہوئے بھی دیکھ سکتا ہے۔ اس پر کوئی تعجب نہیں ہوتا۔ کفار کو تعجب تو تب ہوا جب آپ نے کہا کہ میں اس جسم کے ساتھ گیا تھا۔ کفار کا یہ رد عمل ہی اس بات کی دلیل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جسم کے ساتھ معراج کا دعویٰ کیا تھا۔

کیا نبی کریم ﷺ نے معراج کے موقعہ پر اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا؟

اغلب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہی نظریہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا۔ اس کے من جملہ دلائل میں سے چند درج ذیل ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ [13]۔ اسے آنکھیں نہیں پا سکتیں۔

تفسیر ابن کثیر میں اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مکتوب ہے:

"لا تدركه في الدنيا وإن كانت تراه في الآخرة [14]

"دنیا میں یہ آنکھیں اللہ کو نہیں دیکھ سکتیں اگرچہ آخرت میں دیکھیں گی۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ [15]"

"کسی بشر کا یہ مقام نہیں ہے کہ اللہ اس سے روبرو بات کریں، اس کی بات یا تو وحی (اشارہ) کے طور پر ہوتی ہے یا پردے کے پیچھے سے۔"

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے رؤیت کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[12] بخاری، صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب حدیث الاسراء، حدیث نمبر: 3886

[13] سورۃ الانعام 103:06

[14] ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر د، مشقی، تفسیر القرآن العظیم (بیروت: دار طیبۃ للنشر والتوزیع، طبع ثانی: 1999ء) ج: 3، ص: 308

[15] سورۃ الشوریٰ 51:42

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.6 No.4, 2023

” لَنْ تَرَانِي “[16]

” تو مجھے ہر گز نہیں دیکھ سکتا۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں کوئی بھی شخص اللہ کو نہیں دیکھ سکتا۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُولُ: لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَار“[17]

” جو تمہیں یہ خبر دے کہ محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا ہے تو تحقیق اس نے جھوٹ بولا۔ حالانکہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اسے آنکھیں نہیں پاسکتیں۔“

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ: نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ[18]“

”میں نے رسول کریم ﷺ سے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ فرمایا: (اس کا حجاب) نور ہے، میں کیسے دیکھتا؟“

شب معراج کی عبادت:

معراج کی تاریخ میں اختلاف سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صحابہ و تابعین اور سلف صالحین کے نزدیک اس رات کی وہ اہمیت نہیں تھی جو آج مسلمانوں کے بعض حلقوں میں اسے دے دی گئی ہے۔ چنانچہ اس شب کو خصوصی طور پر جشن معراج کے طور پر منایا جاتا ہے۔ چراغاں کیا جاتا ہے، محفلیں منعقد کی جاتی ہیں، اور عید کی طرح خوشیاں منائی جاتی ہیں، شبِ قدر کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اس کے فضائل و مناقب بیان کیے جاتے ہیں، اس میں مخصوص نمازیں اور دیگر خود ساختہ عبادتیں کی جاتی ہیں۔ سوچنے کی بات ہے اگر اس رات ان سارے کاموں کی انجام دہی شریعت کا حصہ ہوتی تو اس رات کی تاریخ میں اس قدر شدید اختلاف ہر گز نہ ہوتا، اور صحابہ و تابعین اس تاریخ کو خصوصی طور پر یاد رکھتے اور اس میں وہ سب کچھ کرتے جو دین و شریعت کا تقاضا ہوتا کیونکہ وہ لوگ ہر نیکی میں ہم سے آگے رہنے والے تھے اور انہیں اللہ و رسول ﷺ سے ہم سے کہیں زیادہ محبت تھی۔

ہر حال میں تسلیم ورضا

واقعہ معراج کو پڑھنے کے بعد یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ دین اسلام کی کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کا سمجھنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں ہوتی، کچھ چیزیں عقل سے ماوراء ہوتی ہیں یعنی عام انسانوں کیلئے اس کا سمجھنا بہت مشکل ہوتا ہے، اس کی سب سے بڑی مثال واقعہ معراج ہے۔ معراج کا واقعہ اگر اسباب کی دنیا میں دیکھا جائے تو یہ ممکن نظر نہیں آتا، اس لیے کہ اتنا طویل سفر کہ آپ ﷺ پہلے مکہ سے فلسطین تشریف لے جاتے ہیں، مکہ سے فلسطین کی مسافت اور فاصلہ 1300 تیرہ سو کلو میٹر ہے، پھر وہاں ساتویں آسمان تک چلے جاتے ہیں، پھر واپسی کے سفر میں دوبارہ

---

[16] سورۃ الاعراف 143:07

[17] بخاری، صحیح بخاری، کتاب التوحید، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {عَالِمُ الْغَيْبِ فَلاَ يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا}، حدیث نمبر: 7380

[18] قشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ: «نُورٌ أَنَّى أَرَاهُ». وَفِي قَوْلِهِ: «رَأَيْتُ نُورًا»، حدیث نمبر: 443

فلسطین اور پھر فلسطین سے مکہ مکرمہ تشریف لاتے ہیں۔ یہ ساراسفر رات کے ایک مختصر وقت میں طے ہو جائے، بظاہر یہ ممکن نظر نہیں آتا، عقل اس چیز کو تسلیم نہیں کرتی۔

اس واقعہ سے یہ درس ملتا ہے کہ جب شریعت کی کوئی ایسی بات، کوئی ایسا حکم، کوئی پیغام ہمارے سامنے آئے جو ہماری سمجھ سے باہر ہو تو ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اس کو اسی طرح تسلیم کریں جس طرح شریعت نے ہمیں بتایا ہے، جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے واقعہ معراج سن کر کیا تھا۔

تبلیغ دین میں مداہنت نہ کرے

واقعہ معراج سے ایک درس یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ دین کے ایک داعی اور مبلغ کو دین کی بات آگے پہچانے اور بیان کرنے میں کسی قسم کی جھجک کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے، خواہ وہ بات بظاہر لوگوں کی عقل میں آتی ہو یا نہیں، چاہے لوگ اُسے قبول کریں یا نہیں، کسی کو وہ اچھی لگتی ہوں یا بری ، لیکن نرمی، حکمت، اور عقلمندی اور اچھے طریقے سے لوگوں کو بیان ضرور کرے، اللہ تعالی نے فرمایا کہ:

"ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ ۖ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ[19]"

"اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلا اور ان سے اس طریقے کے ساتھ بحث کر جو سب سے اچھا ہے۔ بے شک تیرا رب ہی زیادہ جاننے والا ہے جو اس کے راستے سے گمراہ ہوا اور وہی ہدایت پانے والوں کو زیادہ جاننے والا ہے۔

اگر آپ نے شریعت محمدی اور دین اسلام کی کوئی بات چھپا کر لوگوں کے سامنے پیش نہیں کی تو یہ مداہنت کہلاتا ہے، اور اسلام میں مداہنت حرام ہے۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ ٱلْمُشْرِكِينَ الحجر – 94

لہذا واقعہ معراج یہ درس دیتا ہے کہ اسلام کا کوئی بھی حکم جو آپ کے خیال میں لوگوں کی عقل یا سمجھ میں نہیں آتا، یا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ لوگ اسے تسلیم کریں گے یا نہیں، آپ نے اُسے لوگوں کے سامنے بیان کرنا ہے پھر چاہے وہ کسی کی عقل میں آئے یا نہ آئے، کوئی مانے یا نہ مانے۔

ناشکری سے اجتناب

واقعہ معراج سے حاصل شدہ دروس میں ایک درس یہ بھی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

أُرِيتُ النَّارَ فَإِذَا أَكْثَرُ أَهْلِهَا النِّسَاءُ، يَكْفُرْنَ قيلَ: أَيَكْفُرْنَ باللَّهِ؟ قالَ: يَكْفُرْنَ العَشِيرَ، ويَكْفُرْنَ الإحْسَانَ، لو أحْسَنْتَ إلى إحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ، ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شيئًا، قالَتْ: ما رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ" [20]

مجھے جہنم دکھائی گئی، میں نے اس دن سے زیادہ خوفناک، ہیبت ناک منظر کبھی نہ دیکھا، اور میں نے جہنم میں عورتوں کو کثرت سے دیکھا تو صحابہ کرام نے پوچھا کہ اللہ کے رسول اس کی کیا وجہ ہے، آپ نے فرمایا، ان کی کفر کی وجہ سے، تو صحابہ

---

[19] سورۃ النحل 125:16

[20] بخاری، صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، باب الزکوۃ علی الا قارب، حدیث نمبر: 1462

کرام نے کہا کہ کیا عورتیں اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں، بلکہ اپنے شوہروں کی کفر کرتی ہیں اور ان کے اِحسانات کی ناشکری کرتی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم ساری زندگی عورت کے ساتھ احسان، بھلائی کرتے رہو اور کبھی غلطی سے تمہاری طرف سے اس کے ساتھ کوئی برا سلوک ہو جائے تو عورت آگے سے کہتی ہے کہ میں نے اس گھر میں کوئی بھلائی، نیکی و خیر دیکھی ہی نہیں ہے۔"

چنانچہ ان کے اس جملے کی وجہ سے اکثر عورتیں جہنم میں زیادہ تھیں، جب سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ: عورتیں شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور اس کے اِحسانات کی ناقدری کرتی ہیں، یہ اکثر عورتوں کا مزاج ہے، اکثر بیویاں شوہر کی احسان مند اور شکر گذار نہیں ہوتیں، اور یہی ان کے جہنم میں جانے کا سبب ہے۔

مسجد کی اہمیت

سفر معراج میں نبی کریم ﷺ کو سب سے پہلے مسجد حرام لے جایا گیا، وہاں پر شق صدر ہوا، پھر مسجد حرام سے مسجد اقصی لے جایا گیا، آپ سے امامت کروائی گئی، مسجد اقصی سے آسمانوں کا سفر شروع ہوا، واپس آپ کو مسجد اقصی لایا گیا، پھر واپس مسجد حرام لایا گیا۔ واقعہ اسراء و معراج سے مساجد کی اہمیت اور مسلم معاشرے میں مساجد کا کلیدی کردار سمجھ میں آتا ہے، اس لئے کہ یہ سفر مسجد سے شروع ہوا اور مسجد ہی پر اختتام کو پہنچا۔ ایسا اس لئے کیا گیا تاکہ امت پر مساجد کی اہمیت کو اجاگر کیا جاسکے، کیونکہ ایسا بھی ممکن تھا کہ آپ کو اپنے گھر سے سیدھا آسمانوں پہ لے جاتے اور پھر سیدھا واپس گھر لے آتے، لیکن آپ کو بار بار مسجد لایا گیا، اس کا مقصد امت مسلمہ کو یہ سمجھانا تھا کہ ایک مسلمان کی زندگی میں مسجد کی بہت بڑی اہمیت ہے

غرور اور گھمنڈ سے اجتناب

واقعہ معراج کے دروس اور اسباق میں سے ایک سبق یہ بھی ہے کہ معراج کی شب نبی کریم ﷺ جنت تشریف لے گئے، جبریل علیہ السلام سے ملاقات کی، اللہ سے ملاقات کی، ایسے ایسے مناظر آپ ﷺ نے دیکھے جس کا انسان تصور نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کے بعد جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ کے رویے میں، طرز عمل میں اور تعامل میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ بلکہ آپ کا رویہ پہلے کی طرح ہے، اپنی اہلیہ کی خدمت کر رہے ہیں، غلاموں کی خدمت کر رہے ہیں، مظلوموں کی مدد کر رہے ہیں، یتیموں اور بیواؤں کی بھی خدمت کر رہے ہیں۔ یعنی آپ کا رویہ اب بھی وہی ہے بلکہ آپ ﷺ پہلے سے زیادہ عاجزی، انکساری کا پیکر بن گئے، پہلے سے زیادہ لوگوں کیلئے مہربان اور شفیق ہو گئے۔

خلاصہ بحث

واقعہ اسراء و معراج النبی ﷺ میں امت کیلئے اہم اسباق اور دروس شامل ہیں۔ اس واقعہ نے امت کو ایمان، صبر، اور توکل کی اہمیت کو سمجھایا۔ عبادت کی اہمیت، معاشرتی اخلاق، انسانی حقوق، اور اخلاقی مسائل کی طرف بھی اشارہ کیا گیا۔ واقعہ اسراء و معراج کے زیادہ سے زیادہ دروس اور اسباق امت کو انسانیت، امید، اور روحانیت کی فہم میں اضافہ کرتے ہیں۔